روزنامہ
1913ء سے جاری شدہ
FR-10
الفضل
The ALFAZL Daily
ٹیلی فون نمبر 047-6213029
ایڈیٹر : عبدالسمیع خان
web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org
منگل 28 مئی 2013ء 17 رجب 1434 ہجری 28 ہجرت 1392 ہش جلد 63-98 نمبر 119

اٹک کرپڑھنے کا ثواب

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضرت رسول کریم ﷺ نے فرمایا:۔ تلاوت قرآن میں مہارت رکھنے والا رُتبہ کے لحاظ سے ان معزز حاملین قرآن کے ساتھ ہے جو لکھنے والے اور دور دور سفر کرنے والے اعلیٰ درجہ کے نیکوکار ہیں اور جو شخص اٹک اٹک کر قرآن کریم کی تلاوت کرتا اور تلاوت کرتے ہوئے مشقت اٹھاتا ہے تو ایسے شخص کیلئے دوگنا ثواب ہے۔

(مسلم کتاب صلاۃ المسافرین فضائل القرآن باب فضل الماهر بالقرآن حدیث نمبر1329)

اخلاق عالیہ رفقاء حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

حضرت حافظہ زینب بی بی اہلیہ حضرت مولوی فضل الدین کھاریاں حضرت مسیح موعود کی رفیقہ تھیں۔ان کے متعلق ان کی نواسی طاہرہ جبیں صاحبہ لکھتی ہیں۔

آپ کی آواز بہت بلند تھی۔قرآن کریم کی تلاوت بلند آواز سے کرتیں تو دل میں گھبراہٹ سی ہوتی کہ آواز چار دیواری سے باہر نہ جائے۔ایک دن آپ نے حضرت نانا جان سے پوچھا کہ قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہوئے میری آواز باہر جاتی ہے اس کا میں کیا کروں؟

آپ نے فرمایا کوئی حرج نہیں جہاں تک آپ کی تلاوت کی آواز جائے گی۔آپ کے حق میں شہادت جائے گی یعنی قیامت کے روز قرآن کریم آپ کا گواہ ہوگا۔

ایک دن آپ قرآن کریم کی تلاوت کررہی تھیں کہ ادھر سے حضرت سید حامد شاہ صاحب کا گزر ہوا۔آپ کی تلاوت سن کرانہوں نے گھر جا کر اپنی بچیوں کو قرآن کریم پڑھنے کے لئے بھیج دیا۔اسی طرح اور لوگوں نے اپنے بچے قرآن کریم پڑھنے کے لئے بھیج دیئے۔عورتیں بھی اپنے کاموں سے فارغ ہو کر قرآن کریم قاعدے پڑھنے کے لئے آنے لگیں۔اس طرح یہ سلسلہ تازندگی جاری رہا۔

ایک دفعہ حضور نے دریافت فرمایا آپ میں کتنی عورتیں حافظ قرآن کریم ہیں۔اس بات نے آپ پر گہرا اثر کیا۔باوجودیکہ آپ کے چھوٹے چھوٹے تین بچے تھے۔زمیندار گھرانہ تھا۔آپ نے واپس آکر قرآن کریم حفظ کرنا شروع کردیا اور سارا قرآن حفظ کرلیا۔

ہم نے دیکھا اور سنا کہ آپ ابھی کافی رات ہوتی تو تہجد کی نماز کے لئے اٹھ جاتیں۔نہایت سوز وگداز سے نماز ادا کرتیں۔فجر کی نماز ادا کرتیں۔اور مصلے پر تسبیح وتحمید میں مصروف رہتیں۔پھر روشنی پھیلنے پر قرآن کریم کی تلاوت میں مصروف ہو جاتیں پھر سکول جانے والے بچے قاعدہ وقرآن کریم پڑھنے کے لئے آجاتے۔پھر جو سکول نہیں جاتے تھے وہ پڑھنے کے لئے آجاتے۔پھر عورتیں کاموں سے فارغ ہوکر قرآن کریم پڑھنے کے لئے آجاتیں۔اس میں احمدی اور غیر احمدی کی کوئی تفریق نہ تھی۔آپ قرآن کریم پڑھاتی جاتیں اور ساتھ دعوت الی اللہ بھی کرتی جاتیں اور سب کو دینی مسائل بھی سمجھاتی جاتیں۔

(الفضل 5 جولائی 1999ء)

دور کی نداء

امام مہدی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا گیا ہے:

''پھر ایک ایسی ندا آئے گی جو دور سے اسی طرح انسان سنے گا جیسے وہ نزدیک کی آواز سنتا ہے۔''

(امام مہدی الزماں از علی محمد علی دخیل، ترجمہ سید صفدر حسین نجفی صفحہ 86 مصباح الہدیٰ لاہور)

(بسلسلہ فیصلہ جات مجلس شوریٰ 2013ء
مرسلہ: نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ)

جماعتی نئی ویب سائٹس

احباب جماعت کے استفادہ کے لئے دو نئی ویب سائٹس کا اجراء کیا گیا ہے۔احمدی احباب سے ان سے مستفید ہونے کی درخواست ہے۔

http://askahmadiyyat.org

http://www.proceedings1974.org

(نگران انٹرنیٹ کمیٹی ربوہ)

ہاؤس جاب

(فضل عمر ہسپتال ربوہ)

فضل عمر ہسپتال ربوہ میں مندرجہ ذیل شعبہ جات میں ہاؤس جاب کی سہولت میسر ہے۔

شعبہ میڈیسن، سرجری، گائنی، پیڈز۔

ان شعبہ جات میں پاکستان میڈیکل ڈینٹل کونسل کے مجوزہ طریقہ کار کے مطابق 3 ماہ سے ایک سال تک Paid House Job کی اجازت ہے۔

ڈاکٹر صاحبان سادہ کاغذ پر ایڈمنسٹریٹر فضل عمر ہسپتال ربوہ کو اپنے حلقہ کے صدر صاحب کی تصدیق کے ساتھ درخواست دے سکتے ہیں۔ہاؤس جاب حاصل کرنے کے لئے میڈیکل کونسل کی (Temporary Registration) ہونی ضروری ہے۔

(ایڈمنسٹریٹر فضل عمر ہسپتال ربوہ)

مشعل راہ

قرآن اللہ کی رسی اور نور مبین ہے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خطبہ جمعہ فرمودہ 9؍اپریل 2004ء میں فرماتے ہیں۔

ایک لمبی روایت ہے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے کہ یقیناً قرآن اللہ تعالیٰ کی طرف سے دعوت ہے اس کی دعوت سے جس قدر ہو سکے فائدہ اٹھاؤ۔ یقیناً قرآن اللہ کی رسّی اور نور مبین ہے اور نفع بخش شفا ہے۔ اور حفاظت کا ذریعہ ہے ہر اس شخص کے لئے جو اس کو مضبوطی سے تھام لیتا ہے۔ اور نجات ہے اس کے لئے جو اس کی پیروی کرتا ہے۔ ایسا شخص راستی سے نہیں ہٹتا کہ بعد میں اسے معذرت کرنی پڑے اور نہ وہ کج روی اختیار کرتا ہے تا اسے درست کرنا پڑے۔ قرآن کریم کے عجائبات ختم نہیں ہوتے، پڑھنے والا اس کو بار بار پڑھنے سے اکتاتا نہیں پس تم اس کو پڑھا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کی تلاوت کے نتیجہ میں ہر حرف پر دس نیکیوں کا ثواب دیتا ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ ﴿الٓـمّٓ﴾ ایک حرف ہے بلکہ ان میں سے الف پر دس نیکیوں کا ثواب ملتا ہے اور لام پر بھی دس نیکیوں کا ثواب ملتا ہے اور میم پر بھی دس نیکیوں کا ثواب ملتا ہے۔ (سنن الدارمی فضائل القرآن)

اس حدیث میں قرآن کریم کی بے شمار خوبیاں گنوائی گئی ہیں بشرطیکہ انسان صاف دل ہو کر اس کو پڑھے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسا روحانی مائدہ ہے کہ اس سے تم جتنا زیادہ فائدہ اٹھاؤ گے روحانیت میں بڑھتے چلے جاؤ گے۔ تمہارے ایمانوں کی حفاظت اس میں ہے، شیطان سے بچاؤ کی تدبیر اس میں ہے۔ ایک جماعت اور نظام کی پابندی کرتے ہوئے، سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح مضبوطی قائم کرنے کا سبق اس میں ہے۔ برائیوں سے بچنے اور نیکیوں پر قائم رہنے کے سبق اس میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا قرب پانے کے راستے اس میں بتائے گئے ہیں۔ پھر ہر لفظ پڑھنے کا ثواب ہے تو دیکھیں کتنی بے شمار برکات قرآن کریم کے پڑھنے سے حاصل ہوتی ہیں۔

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ:

''یقیناً سمجھو کہ جس طرح یہ ممکن نہیں کہ ہم بغیر آنکھوں کے دیکھ سکیں یا بغیر کانوں کے سن سکیں یا بغیر زبان کے بول سکیں اسی طرح یہ بھی ممکن نہیں کہ بغیر قرآن کے اس پیارے محبوب کا منہ دیکھ سکیں۔''

(اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ نمبر 123)

پھر آپ فرماتے ہیں:

''تمہارے لئے ایک ضروری تعلیم یہ ہے کہ قرآن شریف کو مہجور کی طرح نہ چھوڑ دو کہ تمہاری اسی میں زندگی ہے۔ جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے۔ جو لوگ ہر ایک حدیث اور ہر ایک قول پر قرآن کو مقدم رکھیں گے ان کو آسمان پر مقدم رکھا جائے گا۔ نوع انسان کے لئے روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن اور تمام آدم زادوں کے لئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم۔ سو تم کوشش کرو کہ سچی محبت اس جاہ وجلال کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رکھو اور اس کے غیر کو اس پر کسی نوع کی بڑائی مت دو تا آسمان پر تم نجات یافتہ لکھے جاؤ۔ اور یاد رکھو کہ نجات وہ چیز نہیں جو مرنے کے بعد ظاہر ہوگی بلکہ حقیقی نجات وہ ہے کہ اسی دنیا میں اپنی روشنی دکھلاتی ہے۔ نجات یافتہ کون ہے؟ وہ جو یقین رکھتا ہے جو خدا سچ ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس میں اور تمام مخلوق میں درمیانی شفیع ہیں۔ اور آسمان کے نیچے نہ اس کے ہم مرتبہ کوئی اور رسول ہے اور نہ قرآن کے ہم مرتبہ کوئی اور کتاب ہے۔ اور کسی کے لئے خدا نے نہ چاہا کہ وہ ہمیشہ زندہ رہے مگر یہ برگزیدہ نبی (ﷺ) ہمیشہ کے لئے زندہ ہے''۔

(کشتی نوح۔ روحانی خزائن جلد 19۔ صفحہ 13-14)

(روزنامہ الفضل 6 جولائی 2004ء)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تواضع

رسول اللہ ﷺ انتہائی متواضع اور منکسر المزاج انسان تھے۔ حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بیمار کی عیادت فرماتے، جنازوں میں شامل ہوتے، گدھے پر سواری کر لیا کرتے، غلام کی دعوت قبول فرماتے اور بنوقریظہ سے مقابلہ کے دن آپ ایک گدھے پر سوار تھے۔ جس کی لگام کھجور کی چھال کی اور پالان بھی کھجور کی چھال کا تھا۔

حضرت امام حسینؓ فرماتے ہیں میں نے اپنے والد سے رسول اللہ ﷺ کے گھر میں داخل ہونے کے بارے میں پوچھا۔ انہوں نے فرمایا کہ جب رسول اللہ ﷺ اپنے گھر تشریف لاتے تو گھر کے اوقات کو تین حصوں میں تقسیم فرماتے۔ ایک حصہ اللہ جلشانہ کے لئے وقف فرماتے ایک حصہ اپنے اہل کے لئے اور ایک حصہ خود اپنے لئے۔ پھر اپنے حصہ کو بھی اپنے اور لوگوں کے درمیان بانٹ لیتے اور اس میں خاص صحابہؓ کے ذریعہ عام لوگوں تک (دین کی باتیں) پہنچاتے اور ان سے کوئی بات بچا نہ رکھتے اور آپؐ کی سیرت میں امت کے حصہ کی تقسیم کا طریق کار یہ تھا کہ ملاقات کے لئے اجازت دینے میں امت کے اہل فضل لوگوں کو ترجیح دیتے اور دین میں فضیلت کے لحاظ سے ان کی تقسیم ہوتی تھی۔ ان میں سے بعض کو ایک حاجت ہوتی بعض کو دو اور بعض کو کئی حاجتیں ہوتیں۔ آپؐ ان کی حاجت روائی میں ان کے ساتھ مصروف رہتے اور ان کے سوالات پر انہیں ایسے کاموں میں مصروف کرتے جو ان کی اور امت کی اصلاح کریں اور ایسی باتوں سے آگاہ کرتے جو ان کے لئے مفید ہوتیں اور فرماتے جو تم میں سے حاضر ہیں وہ غیر حاضروں تک یہ باتیں پہنچائیں اور مجھ تک اس شخص کی حاجت پہنچاؤ جو اپنی حاجت پہنچا نہیں سکتا کیونکہ جو کسی ایسے شخص کی حاجت حاکم تک پہنچائے جسے وہ خود پہنچانے کی استطاعت نہیں رکھتا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے ثبات قدم بخشے گا۔ آپؐ کے پاس ایسی ہی باتوں کا تذکرہ ہوتا اور ان کے سوا کسی سے کوئی (بات) قبول نہ فرماتے۔ لوگ آپؐ کے پاس طالب بن کر آتے اور بغیر کچھ حاصل کئے واپس نہ جاتے اور خیر کی طرف ہدایت کرنے والے بن کر نکلتے۔ وہ (حضرت امام حسینؓ) کہتے ہیں پھر میں نے (اپنے والد سے) آنحضرت ﷺ کے گھر سے باہر نکلنے کے بارے میں پوچھا کہ اس دوران آپ کیا کرتے تھے؟ انہوں نے فرمایا رسول اللہ ﷺ بامقصد بات کے سوا کلام نہ فرماتے۔ آپؐ صحابہ کی تالیف قلب فرماتے، انہیں متنفر نہ کرتے۔ ہر قوم کے معزز فرد کی عزت کرتے اور اسے ان پر والی بنا دیتے۔ لوگوں کو ہوشیار کرتے اور ان سے محتاط رہتے بغیر اس کے ان سے آپؐ کی خندہ پیشانی اور خوش خلقی میں کوئی فرق آئے۔ آپؐ اپنے صحابہؓ پر نظر رکھتے اور لوگوں سے لوگوں کے احوال دریافت فرماتے۔ اچھی بات کی تعریف کرتے اور اسے تقویت دیتے اور بری بات کی برائی بیان کرتے اور اس کا زور توڑتے۔ آپؐ ہر امر میں میانہ رو تھے۔ تضاد سے پاک تھے۔ آپؐ غافل نہ ہوتے مبادا لوگ غافل ہو جائیں یا تھک جائیں۔ آپؐ ہر قسم کی صورتحال کے لئے تیار رہتے۔ آپؐ حق سے پیچھے رہتے نہ اس سے آگے بڑھتے۔ لوگوں میں سے آپؐ کے قریب وہ ہوتے جو سب سے بہترین ہوتے۔ آپؐ کے نزدیک سب سے افضل وہ ہوتا جو سب سے زیادہ خیر خواہی میں بڑھا ہوا ہوتا اور آپؐ کے نزدیک درجہ میں سب سے بڑا وہ ہوتا جو ہمدردی اور معاونت میں دوسروں سے سب سے اچھا ہوتا اور (حضرت امام حسینؓ) کہتے ہیں پھر میں نے آنحضرت ﷺ کی مجلس کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا آپؐ اٹھتے وقت بھی ذکر الٰہی کرتے اور بیٹھتے وقت بھی ذکر الٰہی کرتے اور جب کسی قوم کے پاس جاتے تو جہاں مجلس ختم ہوتی وہیں تشریف رکھتے اور یہی ارشاد فرماتے۔ آپؐ ہر ہم نشین کو اس کا حق دیتے کوئی یہ گمان نہ کرتا کہ کوئی دوسرا اس سے زیادہ معزز ہے۔ جو آپؐ کے پاس بیٹھتا اور آپؐ کے پاس اپنی کوئی ضرورت بیان کرتا تو آپؐ اس کے ساتھ رہتے اور اس کی ضرورت پوری کرنے کی کوشش فرماتے اور جو آپؐ سے اپنی حاجت طلب کرتا آپؐ اسے بغیر دیئے یا نرمی سے بات کے بغیر واپس نہ کرتے۔ آپؐ کی خندہ پیشانی، سخاوت اور حسن خلق سب کے لئے تھی آپؐ ان کے لئے باپ ہو گئے تھے۔ حقوق کے لحاظ سے آپؐ کے نزدیک سب برابر تھے۔ آپؐ کی مجلس علم اور حیاء اور صبر اور امانت کی مجلس ہوتی۔ نہ اس میں آوازیں بلند ہوتیں نہ قابل احترام چیزوں کی بے حرمتی ہوتی نہ کسی کی کمزوریوں کو بیان کیا جاتا۔ سب آپس میں برابر ہوتے اور تقویٰ کے سبب وہ ایک دوسرے پر فضیلت رکھتے۔ ایک دوسرے سے انکساری سے پیش آتے۔ بڑے کی عزت کرتے اور چھوٹے پر رحم کرتے اور ضرورت مند کو ترجیح دیتے اور اجنبی کا خیال رکھتے۔

حضرت عائشہؓ سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے گھر میں کیا کیا کرتے تھے؟ انہوں نے فرمایا رسول اللہ ﷺ بھی دوسروں کی طرح ایک بشر تھے آپؐ اپنا کپڑا خود صاف کر لیتے اور اپنی بکری کا دودھ دھو لیتے اور اپنے کام خود ہی کر لیتے۔ (شمائل الترمذی)

پبلشر و پرنٹر: طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ | مطبع: ضیاء الاسلام پریس | مقام اشاعت: دارالنصر غربی چناب نگر ربوہ | قیمت 5 روپے

حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کی عظیم قومی خدمات

مکرم رانا عبدالرزاق خان صاحب

حضرت چوہدری سر محمد ظفر اللہ خاں صاحب رفیق حضرت مسیح موعود 6 فروری 1893ء میں ضلع سیالکوٹ میں پیدا ہوئے پاکستان کا یہ وہ شہر ہے جہاں بانی جماعت احمدیہ نے اپنی جوانی کے ایام بسر کئے ۔اپنے اخلاق سے اس علاقے کو متاثر کیا۔جس میں چوہدری سر محمد ظفر اللہ خاں صاحب کا خاندان بھی شامل رہا۔ضلع کے ایک چھوٹے سے گاؤں میں ایسے لڑکے نے آنکھ کھولی جو بعد میں اپنے دور کا قانون دان، واحد جینئس ثابت ہوا۔ ان کی ابتدائی تعلیم سیالکوٹ میں مکمل ہوئی جبکہ بی اے کی ڈگری گورنمنٹ کالج لاہور سے لی۔1914ء میں انہوں نے کنگز کالج لندن سے قانون کی ڈگری اس اعزاز سے حاصل کی کہ نہ صرف وہ کالج میں سب سے نمایاں رہے بلکہ برصغیر پاک و ہند میں وہی سب سے پہلے شخص تھے جو اس اعزاز کے مستحق قرار پائے۔اپنی ہم عصر دوسری قابل قدر شخصیات کی طرح وہ Lincon inn's Bar کے لئے مدعو کئے گئے۔ پریکٹیشنر لائیر کی حیثیت سے انہوں نے اپنی مثالی قابلیت کا سکہ لوگوں کے دلوں پر بٹھا دیا۔ چنانچہ بہت سے مشہور کیس انہی کے نام سے مشہور ہوئے۔ان کی خدا داد ذہانت نے پاک و ہند کے مشہور سیاست دان سر فضل حسین کو بہت متاثر کیا۔ جو خود بھی ایک نابغہء روزگار شخصیت تھے اور پنجاب یونینسٹ پارٹی کے بانی تھے۔ چوہدری سر محمد ظفر اللہ خاں صاحب نے 1930ء کی دہائی میں اپنے کیریئر کا آغاز کیا اور پنجاب کی لیجسلیٹو کونسل کے ممبر بنے اور پنجاب کے مسلمانوں کی بہبود کیلئے بے مثال کام کیا۔ وہ قانون کے میدان میں ناقابل شکست پہلوان ثابت ہوئے۔انہوں نے جس میدان کا بھی رُخ کیا وہاں ہی اپنی قابلیت کی دھاک بٹھا دی اور کامیابیوں کے جھنڈے گاڑ دیئے۔گول میز کانفرنس میں بھی مسلمانوں کے سب سے کامیاب ترین اور فتح نصیب نمائندے فقط وہی قرار پائے اور انہیں قانون اور سیاست کے میدان میں عقل و دانائی کے لحاظ سے بہترین شخصیت قرار دیا گیا۔ 1931ء میں انہیں آل انڈیا مسلم لیگ کا صدر بنایا گیا اور گول میز کانفرنس میں بھی وہی مسلم لیگ کے کامیاب ترین ترجمان کہلائے اور یورپین سیاستدانوں کی توجہ کا اس حد تک مرکز بن گئے کہ چرچل تک نے ان کی قابلیت کی داد دی اور ان کی اصابت رائے کو تہہ دل سے قبول کیا۔

اپنی بے مثال عقل اور ذہانت سے انہوں نے حکومت کے ایوانوں کو بھی فتح کیا۔ انہیں وائسرائے کونسل کی سیٹ پیش کی گئی۔ یہاں اعلیٰ سطح پر انتظامی کارنامے انجام دینے کا موقع ملا ریلوے کے وزیر بنے۔ پبلک ورکس لیبر اور لاء کے محکموں کے وزیر رہے۔ایک مختصر وقت کے لئے لیگ آف نیشنز میں برٹش انڈیا کے نمائندہ رہے۔ 1942ء کے بعد چوہدری سر محمد ظفر اللہ خاں صاحب انڈیا کی فیڈرل کورٹ کے جج بنائے گئے۔ جو مملکت کے چیف جسٹس کے برابر عہدہ ہے۔اس کے بعد قائداعظم کی ذاتی درخواست پر لبیک کہتے ہوئے ریڈکلف کمیشن میں پاکستان کے نمائندہ بن کر پیش ہوئے۔ افسوس کہ متعصب لوگوں نے جب فسادات پنجاب کی تحقیقاتی عدالت میں انتہائی ناشکرے پن اور مذہب دشمنی کا اظہار کیا۔ تو جسٹس منیر نے مخالفین کو سخت ڈانٹ پلائی اور بتایا کہ میں خود اس کمیشن کا ممبر تھا اور چوہدری سر محمد ظفر اللہ خاں نے جس بہادری شجاعت اور دیانت کے ساتھ پاکستان (باؤنڈری کمیشن) کا کیس لڑا اس پر شکریہ ادا کرنا عدالت اپنا فرض سمجھتی ہے۔

25 دسمبر 1947ء کو قائداعظم نے چوہدری سر محمد ظفر اللہ خاں کو پاکستان کا وزیر خارجہ مقرر کیا۔ یو این او کے دنیا بھر میں بہترین ایڈووکیٹ بن کر ظاہر ہوئے۔ جہاں انہوں نے تیسری دنیا کے مسلمان ممالک کے مسائل پر بہترین نمائندگی کی۔ جس سے تمام عرب ممالک ان کے احسان مند ہوئے اور اس عمل سے پاکستان کا نام دنیا میں روشن ہوا۔ یہ چوہدری سر محمد ظفر اللہ خاں صاحب ہی کی قابلیت تھی کہ انہوں نے یو این او کو کشمیر کی آزادی کے لئے ریزولیشن تیار کرنے پر آمادہ کرنے پر کامیاب کوشش کی جو پاکستان کیس کی زبردست بنیاد بن گئی۔ چوہدری سر محمد ظفر اللہ خاں انٹرنیشنل کورٹ آف جسٹس کے لئے پہلے پاکستانی جج مقرر ہوئے۔ یہ اعزاز آج تک کسی دوسرے پاکستانی کو نصیب نہیں ہوا۔ وہ یو این او کی جنرل اسمبلی کے صدر بھی مقرر ہوئے۔ستمبر 1985ء میں ان کا لاہور میں انتقال ہوا۔وہ بے مثال مصنف بھی تھے۔ انہوں نے سیرت و سوانح حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی ایک کتاب تحریر کی۔ کئی کتب کا انگریزی میں ترجمہ بھی کیا۔ اپنی یادداشتوں پر مشتمل ''تحدیث نعمت'' کے نام سے بھی کتاب لکھی۔ پاکستان کو وجود میں لانے کے لئے ان کی عظیم الشان خدمات Glorious Contribution کی حیثیت رکھتی ہیں۔ یہ خدمات متحدہ ہندوستان کے مسلمانوں کے لئے، پاکستان کے لئے اور تیسری دنیا کے مسلمانوں کے لئے تھیں۔ قائداعظم کے بعد ان کی خدمات کو دوسرا درجہ دیا جاتا ہے جو وہ بطور محبّ وطن جیورسٹ ڈپلومیٹ ہونے کی حیثیت سے بجا لائے۔ جبکہ ان کے ہم عصروں میں نام نہاد خدمات کے بہت سے دعویدار ایسے تھے۔ جو بعد میں اس ملک کی تضحیک کرنے میں پیش پیش رہے۔ جبکہ چوہدری سر محمد ظفر اللہ خاں صاحب اخلاقی لحاظ سے ہمیشہ ان تمام لوگوں سے بہت بلند رہے۔کبھی بھی اس عظیم انسان کی یاد کو قومی سطح پر نہیں منایا گیا اور نہ قومی سطح پر ان کی خدمات پر اظہار تشکر اور احسان مندی کا رویہ دیکھنے میں آیا جبکہ اس شخصیت کے ملک خداداد پاکستان پر گرانقدر احسانات ہیں۔اس کی یاد کو اذہان سے محو کرنے کی ہر ممکن کوشش اس لئے کی جاتی رہی کہ وہ شخصیت عقائد کے لحاظ سے احمدی تھا۔

مکرم ڈاکٹر راشد نواز صاحب ریجنل امیر ریجن زاکسن برانڈن برگ

جماعت احمدیہ لائپزگ جرمنی کا سالانہ بک فیئر سٹال

یہ محض اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے کہ جماعت Leipzig کو ہر سال لائپزگ میں منعقد ہونے والی سالانہ کتابوں کی نمائش میں جماعت کے طرف سے سٹال لگانے کی توفیق ملتی ہے۔امسال اس نمائش کے لئے چار دن مورخہ 14 مارچ سے 17 مارچ 2013ء مقرر کئے گئے تھے۔

لائپزگ کی اس نمائش میں کل چار بڑے ہال استعمال ہوتے ہیں جن کے داخلی اور خارجی دروازوں کے دائیں بائیں دیواروں پر ہر کوئی مفت میں اپنے پوسٹر لگا سکتا ہے۔ پچھلے سالوں میں ہم مختلف کتب کے سرورق کی رنگین کاپی کروا کر ان دیواروں پر لگایا کرتے تھے۔امسال اس ضمن میں ایک نیا تجربہ یہ کیا گیا کہ جماعت کا لٹریچر جو کہ کافی تعداد میں موجود ہے۔ اسے ان دیواروں پر لگایا گیا۔ اور ہر دروازے کے دائیں اور بائیں بڑی تعداد میں یہ بروشر لگائے گئے۔

14 مارچ کو صبح 10 بجے نمائش کا افتتاح ہوا۔اس روز ایک محتاط اندازے کے مطابق کل 12 ہزار 8 صد کتب و کتابچے اور پمفلٹ تقسیم کئے گئے۔اور تقریباً ایک ہزار افراد سٹال پر تشریف لائے۔15 مارچ کو بھی اندازاً 10 ہزار 5 صد کتب و کتابچے اور پمفلٹ تقسیم کئے گئے۔اور تقریباً ایک ہزار سات سو افراد سٹال پر تشریف لائے۔

16 مارچ کو سٹال پر رش بہت زیادہ ہو گیا تھا اس روز نمائش میں آنے والوں کی تعداد باقی سب دنوں سے زیادہ تھی۔اس روز اندازاً 19 ہزار کتب و کتابچے اور پمفلٹ تقسیم کئے گئے۔ اور تقریباً دو ہزار افراد سٹال پر تشریف لائے۔

17 مارچ کو بھی اسی طرح سٹال لگایا گیا۔اس روز صبح کے وقت کم رش تھا لیکن 12 بجے کے بعد کافی لوگ تشریف لائے۔ اس روز ایک مذہبی فورم میں دین حق کی خصوصیات پیش کرنے کا موقع بھی ملا جس کو کافی لوگوں نے دلچسپی سے سنا۔ یہ ایک سوال و جواب کی طرز پر ڈسکشن تھی جو کہ خاکسار اور مربی سلسلہ مکرم عبدالباسط طارق صاحب کے درمیان ہوئی۔اس میں مربی سلسلہ نے دین حق میں امن کی تعلیم بیان کی۔احمدیت کا تعارف کروایا اور حضرت مسیح موعود کے آنے کا مقصد پیش کیا۔آخر میں پبلک کو سوال و جواب کا موقع دیا گیا جس میں کچھ لوگوں نے سوال کئے جن کے جواب دئے گئے اور صبح 10:30 بجے سے لے کر 11:30 بجے تک ایک گھنٹہ جاری رہا۔ اس کے بعد احباب کو سٹال پر آنے کی دعوت بھی دی گئی۔ اس روز بھی اندازاً 2 ہزار افراد کو لٹریچر تقسیم کیا گیا اور تقریباً 9 ہزار 7 صد کی تعداد میں لٹریچر تقسیم کیا گیا۔اس دن MTA کی ٹیم بھی تشریف لائی جنہوں نے صدر جماعت مجاہد رشید صاحب مربی سلسلہ عبدالباسط طارق صاحب اور خاکسار کا بھی انٹرویو کیا۔

چاروں دن سٹال پر حق کے متلاشیوں کا تانتا بندھا رہا۔اور تقریباً صبح سے شام تک ڈسکشن چلتی رہتی تھی۔ کچھ افراد نے اپنے ایڈریسز بھی دیئے۔امسال میلے پر آنے والے افراد کی کل تعداد 1 لاکھ 68 ہزار رہی۔اور ان میں سے بہت سے ایسے افراد تھے جنہوں نے نہ تو کوئی کتب لیں اور نہ کوئی سوال و جواب کیا لیکن ہمارے سٹال کے سامنے سے ضرور گزرے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ان کے دل کھولے اور یہ قوم بھی جلد دین حق کی طرف آ جائے۔آمین

اس شام وائنڈ اپ کی ٹیم بھی قدرے پہلے ہی آ گئی اور ان سب نے بھی سٹال پر لٹریچر تقسیم کیا۔ اس نمائش کے لئے ایک محتاط اندازے کے مطابق کل 3 ہزار 9 صد کلومیٹر کا فاصلہ طے کیا گیا اور 65 گھنٹے صرف ہوئے۔ اندازاً 7 ہزار مہمان سٹال پر تشریف لائے اور ایک محتاط اندازے کے مطابق تقریباً 52 ہزار کی تعداد میں لٹریچر تقسیم کیا گیا اور کل 172 یورو کی کتب فروخت کی گئیں۔

Km
65

مکرم محمد سمیع طاہر صاحب کینیڈا

پیارے ابا جان!

چوہدری محمد شفیع سلیم صاحب آف کھاریاں ضلع گجرات کا ذکر خیر

آپ 6 دسمبر 1921ء کو کھاریاں ضلع گجرات کے ایک ممتاز ''گوجر سیر'' گھرانے میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد چوہدری لعل خاں نے خلافت ثانیہ کے ابتدائی سالوں میں احمدیت قبول کرنے کی سعادت حاصل کی۔ البتہ والدہ مرحومہ امام بی بی نے 1903ء میں حضرت مسیح پاک کی جہلم آمد کے مبارک موقع پر اپنی بڑی ہمشیرہ محترمہ مہتاب بی بی صاحبہ والدہ محترم چوہدری بشیر احمد طور کی معیت میں آپ کی زیارت کی اور بیعت کی سعادت بھی حاصل کی۔

ہمارے ابا جان کی عمر ابھی دس گیارہ سال تھی جب ہمارے دادا چوہدری لعل خاں کھاریاں سے قادیان منتقل ہوگئے۔ یوں ہمارے ابا جان کی پرورش اور تعلیم و تربیت کے لئے قادیان دارالامان کا پاکیزہ اور صاف ستھرا ماحول میسر آیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ نوعمری ہی میں جماعتی اور سلسلہ کی خدمات بجالانے کا موقع ملا۔ وہ بتایا کرتے تھے کہ انہیں کئی مرتبہ حضرت مولانا جلال الدین شمس کے آبائی گاؤں ''سیکھوانی'' میں جمعہ کی نماز پڑھانے کی ذمہ داری حاصل ہوتی رہی۔

1938ء میں ابا جان نے میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ ان کے ہم جماعت دوستوں میں محترم حافظ مسعود احمد آف سرگودھا بھی شامل تھے۔ ہم نے انہیں اکثر ربوہ میں منعقد ہونے والے سالانہ جلسوں میں تلاوت کرتے سنا اور بعد میں جب سرگودھا منتقل ہوئے تو ان کے گھر میں نمازیں پڑھنے اور انہیں بہت قریب سے دیکھنے کا موقع ملا۔

ہمارے تعلیم الاسلام کالج ربوہ کے پروفیسر صوفی بشارت الرحمٰن صاحب سے جب ابتدائی تعارف ہوا تو وہ ہمارے ابا جان کے بارے میں نہایت دلچسپ باتیں بتایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ بتانے لگے، ''تمہارے ابا نہایت منحنی سے لیکن جماعتی کاموں میں بڑے مستعد ہوا کرتے تھے''۔ ہمارے ابا جان ہمارے اطفال کے زمانہ میں ہمیں قادیان کا نقشہ بنا کر بتایا کرتے تھے نیز قادیان کے بزرگوں اور نوجوانوں کے ایمان افروز واقعات سنایا کرتے تھے۔

ہمارے ابا جان ہائی سکول کی تعلیم مکمل کر کے فوج میں بھرتی ہوگئے۔ کچھ عرصہ بعد حضرت مصلح موعود کی تحریک (بیرون ملک دعوت الی اللہ) کے تحت ملازمت چھوڑ کر واپس قادیان آگئے۔ تاہم بوجہ تاخیر آپ باہر تو نہ جاسکے البتہ جماعتی دفاتر میں خدمات بجالانے لگے۔

1946ء میں آپ محترمہ رشیدہ بیگم شکیلہ بنت محترم خواجہ غلام نبی بلانوی سابق ایڈیٹر الفضل قادیان سے رشتہ ازدواج میں منسلک ہوئے قیام پاکستان کے وقت آپ نے بحیثیت درویش قادیان اپنی خدمات حضرت مصلح موعود کو پیش کیں۔

ہمارے دادا چوہدری لعل خاں قادیان سے لاہور اپنے افراد خاندان کے ساتھ 1947ء میں قیام پاکستان کے بعد ہجرت کر آئے وہ ہمارے تایا صوبیدار میجر سخی داد کے یہاں آرائے بازار میں قیام پذیر تھے۔ جبکہ ہماری والدہ اپنے والد خواجہ غلام نبی صاحب کے ہمراہ محترم کرنل مرزا داؤد احمد صاحب کی سربراہی میں آنے والے ٹرکوں کے قافلے کے ساتھ پاکستان آگئی تھیں۔ لاہور میں قیام کے دوران ہمارے دادا (جو انتہائی نفیس طبیعت کے مالک تھے) ہجرت کی صعوبتیں برداشت نہ کرسکے اور ان کا لاہور میں ستمبر 1947ء میں انتقال ہوگیا۔ اب ہماری دادی جان، ایک پھوپھی اور دو نوعمر چچا محمد رفیع صاحب اور عزیز احمد راشد کی کفالت کا مسئلہ تھا اور ہماری امی جان تھی جو پاکستان میں تھیں۔ اس ساری صورتحال کے پیش نظر حضرت مصلح موعود نے ہمارے ابا جان کو قادیان سے پاکستان چلے آنے کی ہدایت فرمائی۔ پاکستان آنے کے بعد ہمارے ابا جان نے ایک فیکٹری میں کام کیا جس میں جماعت کی شراکت تھی۔ کچھ عرصہ بعد ہمارے ابا جان نے پاکستان آرمی کی اے سی سی کور میں شمولیت اختیار کرلی اور لاہور، نوشہرہ، پشاور، سرگودھا اور کھاریاں میں فوجی خدمات بجالانے کے بعد 1966ء میں فوج سے ریٹائر ہوئے۔ ریٹائرمنٹ کے بعد 14 سال تک لاہور کے مختلف پرائیویٹ اداروں میں بطور اکاؤنٹنٹ ملازمت کرنے کے بعد 1990ء سے اپنی وفات تک کھاریاں میں مقیم رہے۔

ہمارے ابا جان اپنی ملازمت کے سلسلہ میں جہاں جہاں قیام پذیر ہوئے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خدمات میں بھی مصروف رہے ہم بچوں نے ہوش سنبھالتے ہی اپنے گھر میں دین حق اور احمدیت کا چرچا سنا، حضرت مسیح موعود، حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اور بزرگان سلسلہ کا بہت ذکر سنا۔

مجھے اچھی طرح یاد ہے جب ہم سرگودھا میں رہائش پذیر تھے تو ابا جان مجلس خدام الاحمدیہ سرگودھا کے قائد علاقہ تھے۔ ان دنوں حضرت مرزا عبدالحق صاحب، مولانا محمد یار عارف صاحب، محترم حافظ مسعود احمد صاحب اور جماعت سرگودھا کے بہت سے بزرگان سے ملاقاتیں رہتی تھیں۔ ابا جان ہمیں جماعت کے سالانہ جلسوں، خدام الاحمدیہ و اطفال الاحمدیہ کے سالانہ اجتماعات اور دیگر جماعتی جلسوں میں ساتھ لے جایا کرتے تھے۔ کتنا خوبصورت زمانہ تھا ربوہ میں سپیشل ٹرینیں اور بسیں رکتی تھیں۔ قافلہ در قافلہ احباب مرکز میں آتے تھے۔

ایک روحانی ماحول میں خلیفہ وقت اور دیگر بلند پایہ بزرگان کی تقاریر سن کر ایمان تازہ ہوجاتا تھا۔ ایسی تقاریب کا کتنا انتظار رہتا تھا۔ ابا جان کے ساتھ سلسلہ کے بزرگان سے ملاقاتیں یاد آتی ہیں۔

غالباً 1962ء میں جب محترم حافظ مسعود احمد صاحب نے سیٹلائٹ ٹاؤن میں نئی کوٹھی تعمیر کرائی تو اس کا افتتاح خدام و اطفال کی ہفت روزہ تربیتی کلاس سے ہوا۔ اس موقع پر مولانا غلام باری سیف صاحب، مولانا قمرالدین صاحب، مولانا احمد خاں نسیم صاحب، مولوی عزیز الرحمٰن منگلا صاحب اور گیانی واحد حسین صاحب سے اکتساب فیض کا موقع ملا۔ رات کو عموماً سلسلہ کے چوٹی کے علماء کی تقاریر ہوتی تھیں۔ اس دور میں ہم نے مولانا ابوالعطاء صاحب، قاضی محمد نذیر صاحب لائلپوری اور مولانا دوست محمد صاحب شاہد جیسے بزرگان کی روح پرور تقاریر سنیں۔

ہمارے ابا جان ایک سلجھے ہوئے مقرر اور ایک صاحب طرز مضمون نگار تھے۔ ان کی تحریریں نہایت مؤثر اور اعلیٰ پائے کی ہوتی تھیں اس پر خوبصورت لکھائی (جیسے موتی پروئے ہوں) تحریر کی قدر و قیمت بڑھا دیتی تھی۔

مرکز کو ارسال کی جانے والی رپورٹوں پر انہیں بہت اچھے ریمارکس ملا کرتے تھے۔ کھاریاں میں وہ کچھ عرصہ سیکرٹری مال کے فرائض بھی سرانجام دیتے رہے۔ زعیم انصاراللہ ضلع گجرات بھی رہے اور سابق امیر صاحب ضلع گجرات چوہدری رشید الدین صاحب کے ساتھ ایک عرصہ ان کی دست راست رہے اور قولی، فعلی اور قلمی معاونت کرتے رہے۔

کھاریاں میں رہتے ہوئے ضلع گجرات کے تحریک جدید کے دفتر اول کے مجاہدین کے وعدوں کو زندہ کرنے کے سلسلہ میں انہوں نے نمایاں خدمات انجام دیں۔

سرگودھا، لاہور اور گجرات کی تقریبات میں وہ بارہا خصوصی مقرر کی حیثیت میں مدعو کئے جاتے رہے۔ بیسیوں جلسوں کی صدارت کی سعادت بھی انہیں حاصل ہوتی رہی۔ جماعتی خدمات بجالاتے ہوئے ہم نے انہیں کبھی تھکا ہوا اور درماندہ نہیں دیکھا۔ آخری دم تک وہ بڑی خندہ پیشانی اور بشاشت کے ساتھ جماعتی ذمہ داریاں نبھاتے رہے۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے نہایت غیرت منداور خلافت احمدیہ سے انتہائی محبت کرنے والے تھے۔

انہیں دعوت الی اللہ کا بہت شوق تھا اس سلسلہ میں کبھی کسی کی مخالفت کی پرواہ نہ کی۔ نہایت جرأت منداور بہادر انسان تھے۔

چک سکندر کے واقعات کے بعد وہ ہر مرحلہ پر امیر صاحب ضلع گجرات چوہدری رشیدالدین مرحوم کے ساتھ رہے۔ اسیرانِ راہ مولیٰ سے ملاقاتیں کرتے۔ ان کی ہمت بندھاتے اور لواحقین کو صبر اور حوصلہ کی تلقین کرتے رہے۔ خود انہوں نے قیام ربوہ کے بعد کئی بار چنیوٹ میں مخالفین کے ہاتھوں زخم کھائے اور شدید زخمی ہوئے۔ ایک موقع پر وہ شدید زخمی حالت میں سڑک پر بے ہوش ہوکر گر پڑے۔ کسی شناسا نے ہسپتال پہنچایا اور اگلے روز انہیں ربوہ لایا گیا۔

انہوں نے سب دکھ اور تکلیفیں خندہ پیشانی سے برداشت کیں اور کبھی شکوہ زبان پر نہ لائے۔

کھاریاں میں ایک دور میں وہ مربی اطفال بھی رہے۔ اطفال کو جماعتی علم کلام کے ساتھ ساتھ قادیان سے وابستہ رکھنے کے لئے قادیان کے نقشے بنا بنا کر اطفال کو قادیان سے متعارف کرایا کرتے تھے۔

کھاریاں میں بیت الحمد میں جاتے ہوئے راہ میں آنے والے ہر احمدی گھرانے میں دستک دے کر نماز میں آنے کی تلقین کیا کرتے تھے۔ جو احمدی گھرانے یا افراد جماعتی کاموں اور نمازوں میں سستی کا مظاہرہ کرتے ان سے رابطہ رکھتے تھے اور نہایت محبت اور پیار سے انہیں سمجھایا کرتے تھے۔

وہ نہایت شریف النفس، بے لوث، مخلص اور دین دار انسان تھے دنیاداری سے کوسوں دور تھے یہ ان کی وضع داری ہی تھی کہ وہ اپنے عزیز واقارب اور دوست و احباب سے ملنے اور ان کا حال و احوال جاننے کے لئے بے تاب رہا کرتے تھے۔

وہ آج نہیں ہیں لیکن وہ مجھے آج بھی اپنے دل میں نہایت قریب محسوس ہوتے ہیں۔ اے رب العزت ان کے درجات کو بلند فرما۔ احباب جماعت سے بھی میری یہی درخواست ہے کہ ان کے لئے بلندئ درجات کی دعا کریں۔ آمین

Nas
2766

مکرم احمد ریاض صاحب ڈوگر

وادی کاغان کے چند خوبصورت ہائیکنگ ٹریکس

(قسط اول)

ویسے تو قدرت نے پاکستان کو بے انتہا خوبصورت مقامات سے نوازا ہے یہ مقامات بے انتہا خوبصورت اور بے مثال حسن رکھتے ہیں۔ان مقامات کو دیکھ کر ایسے لگتا ہے کہ انسان کسی جنت نظیر وادی میں آگیا ہو اور بے اختیار ہو کر اپنے خدا کی حمد و ثناء اور شکر ادا کرنے لگتا ہے کہ اس دنیا میں اتنی اچھی اور خوشگوار وادیاں ہیں جو کہ جنت نظیر نظارے رکھتی ہیں۔

مانسہرہ، ایبٹ آباد، بالاکوٹ، مظفر آباد، مکڑا پہاڑ، شوگران، آنسو جھیل، ملکہ پربت، کاغان، ناران، لالہ زار، موسیٰ کا مصلیٰ پہاڑ، سیف الملوک جھیل، لولوسر جھیل، دودی پت جھیل، گیتی داس، درہ بابوسر وغیرہ۔

خاکسار یہاں چند ایسے مقامات کی تفصیل کا ذکر کر رہا ہے جن کے بارہ میں ہر شخص جانتا ہے اور یہ مقامات پاکستان کے شمالی علاقہ جات کے چند ایک انتہائی خوبصورت مقامات میں سے ہیں۔اور خاص کر موسم گرما میں اکثر لوگ ان علاقوں کی طرف آتے ہیں۔لیکن اس کے باوجود لوگوں کی ایک بڑی تعداد معلومات کی کمی کی وجہ سے اور اخراجات کا اندازہ نہ ہونے کی وجہ سے اس طرف جانے کی جرأت نہیں کرتی۔

خاکسار کو مختلف تفریحی مقامات پر جانے کا موقع ملا ہے اور چند علاقوں کا تفصیلی دورہ کیا ہے۔خاکسار اپنے ان سفروں کی تفصیل اور ان علاقوں کا تعارف پیش کرتا ہے۔خاکسار کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے آزاد کشمیر میں کچھ سال گزارنے کا موقع ملا ہے اور اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بہت سے علاقوں میں آنے جانے سے معلومات میں اضافہ ہوا۔خاکسار ان علاقوں کی تفصیل اور پھر ہائیکنگ ٹریکس کا ذکر کرے گا۔یہ سفر ربوہ سے شروع ہوتا ہے۔شمالی علاقوں میں جانے کے لئے وادی کاغان پاکستان کے میدانی علاقوں سے نزدیک وادی ہے۔

بالاکوٹ

وادیٔ کاغان کا پہلا شہر بالاکوٹ ہے۔ربوہ سے بالاکوٹ جانے کے لئے پہلے آپ کو راولپنڈی جانا ہوگا۔راولپنڈی سے بالاکوٹ تقریباً 190 کلومیٹر کی دوری پر ہے۔اگر آپ کے پاس اپنی گاڑی نہیں ہے تو آپ کو راولپنڈی سے مانسہرہ اور مانسہرہ سے بالاکوٹ بذریعہ پبلک ٹرانسپورٹ سفر کرنا ہوگا۔ویسے تو آپ کو ڈائریکٹ مانسہرہ سے کاغان کے لئے گاڑی مل جائے گی۔وادی کاغان اور ناران کی یہ سڑک تقریباً سارا سال کھلی رہتی ہے۔مانسہرہ سے شاہراہ ریشم علیحدہ ہو جاتی ہے اور بالاکوٹ کی سڑک علیحدہ ہے۔یہاں سے ایک سڑک مظفر آباد آزاد کشمیر کی طرف بھی جاتی ہے۔

بالاکوٹ شہر کو اسلامی نقطۂ نظر اور تاریخی اعتبار سے کافی اہمیت حاصل ہے۔تیرھویں صدی کے عظیم مجدد سید احمد شہید بریلویؒ کا مزار بھی بالاکوٹ میں ہے۔بالاکوٹ شہر اب دو حصوں میں تقسیم ہے۔ایک اولڈ بالاکوٹ جو کہ 2005ء میں آنے والے قیامت خیز زلزلے میں مکمل تباہ ہو گیا تھا مگر ترقیاتی کاموں کی وجہ سے اس شہر کی رونق دوبارہ واپس آگئی ہے۔زلزلے کی وجہ سے بالاکوٹ شہر کو جو کہ دریائے کنہار کے پار کی سائیڈ میں تھا اب دریا کے اس طرف دوبارہ قائم کیا گیا ہے جو کہ نیو بالاکوٹ کہلاتا ہے۔بالاکوٹ کا موسم گرمیوں میں میدانی علاقوں کی نسبت قدرے بہتر ہوتا ہے۔یہ قصبہ چاروں طرف سے پہاڑوں میں گھرا ہوا ہے۔اور یہ پہاڑ انتہائی خوبصورت نظارہ پیش کرتے ہیں۔مانسہرہ سے آنے والی سڑک ایک پختہ پل سے گزر کر دریائے کنہار کے دائیں طرف ہو جاتی ہے۔یہاں پر قیام کے لئے معمولی سے اعلیٰ درجے تک کے ہوٹل ہیں۔بالاکوٹ سے کاغان تک چند اہم علاقے قابل ذکر ہیں جن میں کیوائی، شوگراں پایہ، مہانڈری، پارس آتے ہیں۔جن کا ذکر بھی آگے چل کے ہوگا۔

کیوائی

بالاکوٹ سے پہلا قیام کیوائی نامی گاؤں میں ہوتا ہے جو کہ کاغان روڈ پر واقع ہے۔دریائے کنہار اپنی تمام تر رعنائیوں اور جھلملاتے سفید اور نیلے پانی کی موجیں اڑاتا ہوا آپ کے ساتھ ساتھ رہے گا جو کہ کبھی سڑک کی بائیں جانب اور کبھی دائیں جانب ہو جاتا ہے۔راستے میں دریائے کنہار میں بہت سے چشمے اور ندی نالے شامل ہوتے ہیں اور ایک خوبصورت نظارہ پیش کرتے ہیں۔کیوائی بالاکوٹ سے صرف 24 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔کیوائی کی اہمیت یہ ہے کہ یہاں سے شوگران کے پہاڑ کی طرف راستہ جاتا ہے۔یہ پختہ سڑک ہے جو اب ٹوٹ چکی ہے۔یعنی کچا راستہ ہے۔شوگران سطح سمندر سے تقریباً 9500 فٹ کی بلندی پر واقع ایک خوبصورت قصبہ ہے۔کم از کم ایک رات یہاں پر قیام کر کے اس خوبصورت قصبہ کی رنگینیوں اور سرسبز پہاڑوں کی اس وادی سے ضرور لطف اندوز ہوں۔یہاں ہر موسم کے علیحدہ رنگ ہیں جو کہ آنے والے لوگوں کو اپنی خوبصورتی کے سحر میں گرفتار کر لیتے ہیں۔کیوائی سے شوگران کا فاصلہ 8 کلومیٹر ہے۔شوگران میں قیام کے لئے ایک ریسٹ ہاؤس بھی ہے۔

پایہ

شوگران سے مزید 8 کلومیٹر کے فاصلے پر پایہ کا بلند میدان ہے۔پایہ کا میدان مکڑا پہاڑی کا دامن ہے اور تقریباً 11000 فٹ کی بلندی پر واقع ہے۔ان دو علاقوں کی سیر کرنے کے بعد آپ کو واپس کیوائی آنا ہوگا اور آپ کا اگلا سفر یہاں سے ہی شروع ہوگا۔

کاغان

کیوائی سے 37 کلومیٹر کے فاصلے پر کاغان کا خوبصورت قصبہ ہے۔وادی کی شناخت اسی قصبہ سے ہے۔یہاں پر آپ کو اخروٹ کے درخت بہت زیادہ نظر آئیں گے اور میٹھے پانی کے چشمے جو کہ پہاڑوں سے گرتے ہیں آپ کا دل لبھائیں گے پانی کے جھرنے مدھر گیت گاتے ہوئے دریائے کنہار میں جا ملتے ہیں اور سیاحوں کو اپنی طرف کھینچتے ہیں کاغان وادی اپنی خوبصورتی اور کشش کی وجہ سے سیاحوں کا دل موہ لیتی ہے۔آپ کچھ دیر یہاں رک کر اس وادی کی سیر کر سکتے ہیں۔

ناران

کاغان قصبے سے آگے ناران آتا ہے جو کہ کاغان سے 24 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔اور یہی آپ کا بیس کیمپ ہے۔یہاں دو تین روز رک کر آپ مختلف علاقہ جات دیکھ سکتے ہیں اور سیر کر سکتے ہیں پہلے یہاں بجلی کا انتظام نہیں تھا۔جنریٹر سے بجلی مہیا کی جاتی تھی مگر اب یہاں بجلی کی سہولت میسر ہے۔یہاں آپ کو ہوٹل مل جاتے ہیں اور ہائیکنگ کرنے والوں کے لئے ٹینٹ بھی مل جاتے ہیں۔یہاں پر ہر قسم کے ہوٹل ہیں اور ہوٹلوں کے ریٹ نسبتاً کچھ زیادہ ہوتے ہیں۔یہاں سے 2 کلومیٹر کے فاصلے پر یوتھ ہوسٹل موجود ہے۔

سطح سمندر سے تقریباً 8000 فٹ کی بلندی پر ہونے کی وجہ سے شدید گرمیوں میں بھی یہاں کا موسم سرد ہوتا ہے اور بادل وغیرہ ہوں تو گرم کپڑوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ناران کے قبرستان کی پہاڑی کے نیچے ایک غار واقع ہے۔ناران کے بازار کے سامنے ایک خوبصورت پہاڑی ہے جس پر ایک میدان ہے اس میدان کو ڈنہ کہتے ہیں۔ناران میں دریائے کنہار میں جھیل سیف الملوک سے آتے ہوئے نالے کا پانی بھی شامل ہو جاتا ہے۔لوگ یہاں آ کر اپنی تصاویر بنواتے ہیں۔وادیٔ ناران ملک کے میدانی علاقوں سے نزدیک ترین وادی ہے۔یہ صوبہ خیبر پختونخواہ کے ہزارہ ڈویژن میں شامل ہے اس کے مغرب میں وادی سیرن اور کوہستان شمال میں گلگت ایجنسی ہے۔یہ وادی خوبصورت آبشاروں، دلکش جھیلوں، سرسبز چراگاہوں، تند و تیز نالوں کے علاوہ گلیشئرز اور چشموں سے پُر ہے۔آپ جب ان علاقوں میں آتے ہیں تو اپنے آپ کو ایک نئی اور خوبصورت دنیا میں پاتے ہیں جو بلاشبہ کسی ارضی جنت سے کم نہیں ہے۔یہاں کے لوگ مہمان نواز اور محنتی ہوتے ہیں۔زیادہ تر بھیڑ، بکریوں کو پال کر اپنا ذریعہ معاش چلاتے ہیں یا پھر گرمیوں میں آنے والے سیاحوں کی وجہ سے بھی اپنی کمائی کرتے ہیں۔بطور گائیڈ یا پھر ہوٹل وغیرہ کے انتظامی کاموں سے اپنا خرچ چلاتے ہیں۔ہوٹلوں پر ٹراؤٹ مچھلی بھی ملتی ہے۔ٹراؤٹ یہاں کی پسندیدہ اور مشہور مچھلی ہے۔

جھیل سیف الملوک

ناران سے بذریعہ جیپ یا پیدل جھیل سیف الملوک جایا جا سکتا ہے۔یہ جھیل ناران سے 9 کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے۔یہاں یہ بات بتانی ضروری ہے کہ 9 کلومیٹر میدانی سفر اور پہاڑی سفر میں بہت فرق ہے۔جھیل سیف الملوک کی بلندی تقریباً 10500 فٹ ہے اور 7000 فٹ کی بلندی سے آکسیجن کم ہونا شروع ہو جاتی ہے۔پاکستان کا مشہور تفریحی مقام کوہ مری کی بلندی بھی 7517 فٹ ہے۔

اگر آپ کی صحت بہتر ہے اور آپ ناران میں اپنے آپ کو تازہ دم محسوس کرتے ہیں تو ٹریکنگ ضرور کریں ایسے احباب جن کی صحت کمزور ہے یا عمر زیادہ ہے وہ پیدل ٹریک نہ ہی کریں تو بہتر ہے۔کیونکہ بلندی کی وجہ سے جلد سانس پھول جاتی ہے۔ناران سے سیف الملوک کے لئے جیپوں کے علاوہ گھوڑے بھی مل جاتے ہیں۔قصبہ سیف الملوک اپنی جگہ خوبصورت ہے لیکن جھیل سیف الملوک پر قدرت نے اپنا اصل حسن ہر طرف بکھیرا ہوا ہے۔ان علاقہ جات کی تعریف الفاظ سے کرنا ممکن نہیں ہے۔ناران سے جھیل سیف الملوک تک جاتے ہوئے راستے میں آپ کو گلیشیئر ملتا ہے۔سیاح آتے اور جاتے ہوئے گلیشیئر کے ساتھ اور گلیشیئر کے نیچے جا کر تصویریں بنواتے ہیں۔جھیل کی تعریف کرنا ایک مشکل کام ہے۔ہاں! آپ خود جا کر ان جگہوں سے لطف اندوز ہو سکتے ہیں۔

جھیل سیف الملوک پر آپ کو بہت سے لوگ ملیں گے جو کہ آپ کو جھیل سیف الملوک کی کہانی سناتے ہیں اور کہانی کے عوض آپ سے پیسے لیتے ہیں۔اور یہ بھی ان کی کمائی کا ایک ذریعہ ہے۔یہاں سے آپ کو ناران اور ارد گرد کے علاقوں کے

لئے گائیڈ بآسانی مل جائیں گے۔

جھیل سیف الملوک پر آپ کو مختلف لوگ ملیں گے جو اپنی روزی کمانے کے لئے آتے ہیں۔جھیل میں سیر کرنے کے لئے کشتی کا انتظام ہے۔ پوری کشتی کا کرایہ 700 روپے ہے اور جھیل کا آر پار چکر لگواتے ہیں اس کے علاوہ گھوڑے بھی کرایہ پر ملتے ہیں۔جھیل کے اطراف سیر کے لئے جھیل پر آنے کے لئے ناران سے جیپ ملتی ہے جوکہ 100 روپے فی سواری ایک طرف کے لئے چارج وصول کرتے ہیں اور جیپ میں 8 افراد بآسانی بیٹھ جاتے ہیں۔

لالہ زار

ناران کا دوسرا خوبصورت اور دلکش مقام لالہ زار ہے۔ یہ ناران سے 18 کلومیٹر آگے ہے جوکہ بیسل کی طرف جاتے ہوئے مین روڈ سے تھوڑا ہٹ کر دائیں طرف ہے۔ یہ تقریباً 11000 فٹ بلندی پر واقع ہے۔ یہاں صرف جیپ ہی جاسکتی ہے۔ یہاں چند ہوٹلز بھی ہیں۔ لالہ زار قدرت کے ان خوبصورت سبزہ زاروں میں سے ہے جو بلندترین ہیں۔ جب سردیوں میں برف پڑتی ہے تو یہ برف کا میدان لگتا ہے۔اور جب بہار کے موسم میں برف پگھلتی ہے تو لالہ زار جنگلی گلاب اور رنگا رنگ پھولوں سے بھر جاتا ہے۔ یہاں مختلف جڑی بوٹیاں اور پھول آپ کی زندگی میں حقیقی رنگ بھر دیتے ہیں۔ یہاں گزارے ہوئے چند خوبصورت اور خوشگوار لمحات تازندگی دل پر نقش ہوجاتے ہیں۔ لالہ زار کیمپنگ کے لئے ایک محفوظ جگہ ہے۔ لالہ زار سے ہنسی گلی پار کر کے سیف الملوک پہنچا جاسکتا ہے۔

ناران میں تین دن قیام کر کے آپ یہ سب علاقے بآسانی دیکھ سکتے ہیں اور پھر آپ واپسی کا سفر شروع کریں۔واپسی پر بالاکوٹ سے دوراستے ہیں۔

I۔ بالاکوٹ سے مانسہرہ یعنی جس راستے سے آپ آئے تھے۔

II۔ دوسرا راستہ بالاکوٹ سے مظفرآباد آزاد کشمیر کا ہے۔

مظفرآباد سے کوہ مری براستہ کوہالہ باقاعدہ ٹرانسپورٹ چلتی ہے۔اگر آپ کے پاس واپسی پر وقت ہوتو آپ مظفرآباد کا خوبصورت علاقہ دیکھ سکتے ہیں۔مظفرآباد سے بھی آپ بہت سے علاقوں میں سیر کے لئے جاسکتے ہیں۔ یہاں سے آپ نیلم ویلی، چکار، سدھن گلی، باغ، راولاکوٹ، لیپا ویلی، لون بنگلہ اور پیر چناسی دیکھ سکتے ہیں۔ جوکہ بہت خوبصورت علاقے ہیں۔آپ کو وادی نیلم کو دیکھنے کے لئے بہت سے دن چاہئے ہوں گے کیونکہ وادی نیلم میں کافی ہائیکنگ ٹریکس، صحت افزا مقامات اور جھیلیں ہیں۔ یہاں کے بارے میں لوگوں کو معلومات نہیں ہیں۔ ورنہ کشمیر جنت نظیر وادی دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔

اکثر لوگ ہائیکنگ کے لئے ملکہ پربت آتے ہیں اور زیادہ تر لوگ بالاکوٹ سے ناران روڈ پر واقع ایک قصبہ مہانڈری سے اپنی ٹریکنگ کا آغاز کرتے ہیں اور مہانڈری سے منور بنگلہ پھر منوردرہ، آنسو جھیل اور پھر ملکہ پربت کے ساتھ سے ہوتے ہوئے جھیل سیف الملوک پر پہنچتے ہیں۔ جبکہ خاکسار آپ کو جھیل سیف الملوک کو بیس کیمپ بنا کر کچھ ہائیکنگ ٹریکس بتائے گا جوکہ بآسانی آپ کرسکتے ہیں۔جھیل سے آپ پہلے چلاس تک آنے والے ٹریکس کی ہائیکنگ کریں۔ پھر ملکہ پربت کی ٹریکنگ کریں۔

ہائیکنگ ٹریکس

ناران سے بابوسر گاؤں تک بہت سے قدرتی مناظر اور جھیلیں واقع ہیں۔ان تمام مناظر کو دیکھنے کے لئے صحیح ٹائم اور انفارمیشن کا ہونا بہت ضروری ہے۔

ناران سے بابوسر گاؤں تک ٹریکنگ کے لئے موسم گرما کے چند ماہ ہیں لیکن موسم سرما میں حالات کا جائزہ لے کر کوشش کی جاسکتی ہے۔ اور ان علاقوں میں ٹریکنگ کرتے وقت اس امر کا خصوصی خیال رکھیں کہ اپنے ساتھ گرم کپڑے ضرور لے کر جائیں۔ یہاں رات کو درجہ حرارت بہت حدتک کم ہوجاتا ہے۔اور بیمار ہونے کا خطرہ بڑھ جاتا ہے۔

ٹریکنگ کا پہلا دن

ناران سے بٹہ کنڈی تک کل فاصلہ 16 کلو میٹر ہے۔ بٹہ کنڈی کی بلندی 9000 فٹ ہے۔ بٹہ کنڈی سے لالہ زار کی طرف راستہ جاتا ہے جوکہ بٹہ کنڈی سے 6 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ بٹہ کنڈی کے مشہور مقامات سوجھ اور سنوھنی کے جنگل ہیں جوکہ دیکھنے سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہاں پر جنگلی جانور بھی آپ کو ملیں گے احتیاطاً آپ اپنی حفاظت کا سامان ساتھ رکھیں اور گروپ کی صورت میں سفر کریں۔ اور بلند آواز میں باتیں کرتے ہوئے ٹریک پر سفر کریں تاکہ جنگلی جانور آپ سے دور رہیں۔

ٹریکنگ کا دوسرا دن

بٹہ کنڈی سے جلکھڈ کا فاصلہ 18 کلومیٹر ہے۔ یہاں موسم گرما میں کھانے پینے کی اشیاء مل جاتی ہیں۔ مقامی لوگ سیاحوں کے لئے یہاں پر عارضی ہوٹلز بناتے ہیں۔ یہ بھی ایک خوبصورت مقام ہے۔آپ کو یہاں رک کر کچھ لمحات گزارنے چاہئیں۔جلکھڈ کی بلندی 9200 فٹ ہے۔ اور راستہ نسبتاً آسان ہے۔جلکھڈ سے نوری ناڑ گلی کے راستے شادرا وادی نیلم تک پہنچا جاسکتا ہے ایک کچی سڑک بھی جلکھڈ سے نوری ناڑ گلی کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔

ٹریکنگ کا تیسرا دن

جلکھڈ سے بیسل تک آپ آتے ہیں بیسل کی بلندی بھی تقریباً 3300 میٹر ہے۔بیسل کا جلکھڈ سے فاصلہ 24 کلومیٹر ہے بیسل ایک ویران میدان ہے۔ جہاں ہر طرف پتھر ہی پتھر ہیں۔ موسم گرما میں ایک ہوٹل کھلتا ہو۔بیسل سے 2 کلو میٹر کے فاصلہ پر جھیل لولوسر ہے۔ یہ جھیل دراصل دریائے کنہار کا ماخذ ہے اور انتہائی خوبصورت جگہ ہے۔ اس کی بلندی تقریباً 11300 فٹ ہے۔ بیسل میں ہی پوربی نالہ آکر دریائے کنہار میں شامل ہوجاتا ہے۔ جوکہ دودی پت جھیل سے آتا ہے۔ ان علاقوں میں چونکہ ریچھ پایا جاتا ہے تو آپ کیمپنگ کرتے وقت خاص طور پر دھیان رکھیں کہ کھانا کیمپ سے 500 میٹر کی دوری پر بنائیں اور کھانا کھا کر ہاتھ اچھی طرح دھوکر اپنے کیمپ میں جائیں چونکہ ریچھ کی سونگھنے کی حس بہت زیادہ ہوتی ہے تو بھوکا ریچھ حملہ کرسکتا ہے۔ اگر ہو سکے تو اپنے کیمپ کے نزدیک آگ جلا کر سوئیں۔

ٹریکنگ کا چوتھا دن

جھیل لولوسر سے سفر کرتے ہوئے آپ گیتی داس پہنچتے ہیں۔ لولوسر سے گیتی داس کا فاصلہ 9 کلو میٹر ہے۔ گیتی داس گاؤں اپنی مہمان نوازی کی وجہ سے بھی مشہور ہے۔ یہاں پر آپ کیمپنگ کریں امید ہے کہ آپ کو یہاں کیمپ کرنا پسند آئے گا کیمپ لگاتے وقت خیال رکھیں کہ پہاڑی علاقے میں پانی کے راستے میں اور ندی نالوں کے قریب کیمپ نہ لگائیں۔ اچانک آنے والی بارش سے ندی نالوں میں پانی کا بہاؤ بڑھ جاتا ہے اور آپ کو رات میں دشواری ہوسکتی ہے۔ گیتی داس کی بلندی تقریباً 12000 فٹ ہے۔ یہ ایک خوبصورت جگہ ہے۔ موسم گرما میں چلاس سے لوگ آکر یہاں آباد ہوجاتے ہیں۔

ٹریکنگ کا پانچواں دن

گیتی داس سے آپ سفر کرتے ہوئے درہ بابوسر پہنچتے ہیں۔ اس میں آپ کو 7 کلومیٹر مسلسل چڑھائی چڑھنی پڑتی ہے۔ یہاں کی بلندی تقریباً 13600 فٹ ہے۔ یہ جگہ بابوسر ٹاپ کہلاتی ہے اور سب سے بلند پہاڑی مقام پر پتھر سے بنا ہوا ایک برج آپ کو نظر آتا ہے۔ گیتی داس سے درہ بابوسر کا فاصلہ 20 کلومیٹر ہے۔ بابوسر ٹاپ سے گزر کر آپ بابوسر گاؤں پہنچتے ہیں۔ یہاں آپ کو تمام سہولیات مل جائیں گی بابوسر ایک خوبصورت مقام ہے۔ یہاں سے آپ کو چلاس تک کے لئے سواری مل جائے گی۔ ناران سے چلاس تک پختہ روڈ بن چکی ہے اور پیدل سفر نہ کرنے والے جیپ پر بھی چلاس تک سفر کرسکتے ہیں۔

ناران سے نیلم ویلی

ناران سے آپ نیلم ویلی میں بھی جاسکتے ہیں اور نیلم ویلی میں شاردا کے مقام پر آپ اترتے ہیں۔ شاردا کی بلندی سطح سمندر سے 6500 فٹ ہے۔ یہاں سے آپ کو بآسانی سواری مل سکتی ہے جوکہ آپ کو آزاد کشمیر کے دارالحکومت مظفرآباد تک لے کر جاتی ہے۔ شاردا سے مظفرآباد کا فاصلہ 135 کلومیٹر ہے۔ ناران سے نیلم ویلی ٹریکنگ کے لئے ناران سے بیسل تک کا سفر جیپ میں کریں۔ پہلے دن میں آپ پوربی نالہ جوکہ بیسل کے مقام پر دریائے کنہار میں گرتا ہے اس کے ساتھ ساتھ پانی کے بہاؤ کی مخالف سمت سفر شروع کریں تو کچھ کلومیٹر کے فاصلہ پر جھیل دودی پت میں آپ پہنچیں گے۔ پہلے دن میں یہ جھیل آپ کی منزل ہے۔ جھیل دودی پت ایک خوبصورت اور دلکش جھیل ہے۔ اور یہاں پر آپ کیمپنگ کرسکتے ہیں۔ یہاں پر کی گئی کیمپنگ آپ کبھی بھی نہیں بھول سکتے۔ بیسل سے جھیل دودی پت تک آتے ہوئے جن گاؤں میں سے آپ کا گزر ہوگا ان میں سورتیوں کی بستی، صدر بستی ، ملاں کی بستی وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ یہاں کے لوگ مہمان نواز ہیں۔

یہاں سے آپ کا دوسرے دن کے سفر کا آغاز ہوتا ہے۔ یہ آپ کے سفر کا ایک خوبصورت دن ہے۔ جھیل سے تین راستے جاتے ہیں۔ ان میں سے سرال گلی کا راستہ قدرے بہتر ہے جھیل سے سرال گلی تک 3 گھنٹے کی مسلسل چڑھائی چڑھنی پڑتی ہے چڑھائی کے بعد آپ تقریباً 14300 فٹ کی بلندی پر پہنچ جاتے ہیں۔ سرال گلی سے مسلسل اترائی ہے اور 3 گھنٹے کی اترائی کے بعد آپ سرال گاؤں میں پہنچ جائیں گے۔ سرال گاؤں سے ایک سرسبز اور پھولوں سے مہکتا ہوا راستہ سرال جھیل تک جاتا ہے۔ یہ جھیل آپ کی منزل ہے یہاں آپ کیمپ لگا سکتے ہیں۔ سرال گاؤں 11200 فٹ کی بلندی پر ہے اور سرال جھیل 12000 فٹ کی بلندی پر واقع ہے۔ صبح کے وقت اور بہار کے موسم میں جھیل کے کناروں پر لگے ہوئے رنگ برنگے پھولوں کا عکس جب جھیل میں پڑتا ہے تو ایک دل لبھانے والا منظر نظر آتا ہے اور ساری تھکان دور ہو جاتی ہے۔ ایسے لگتا ہے کہ جیسے پانی کے اندر پھول لگے ہوئے ہوں۔ سرال جھیل سے آپ کا تیسرا دن شروع ہوتا ہے۔ اور سرال جھیل سے ایک بار پھر آپ کو ساڑھے تین گھنٹے چڑھائی چڑھنی ہو گی۔ مسلسل چڑھائی چڑھ کر آپ کی منزل جبہ گلی ہو گی یہاں رک کر کچھ دیر سستا لیں۔ جبہ گلی کی اونچائی 14000 فٹ ہے۔ اب اس کے بعد مسلسل اترائی ہے اور 4 گھنٹے اترائی کے بعد آپ جبہ گاؤں پہنچتے ہیں رات یہاں قیام کریں۔ سرال جھیل سے ایک نالہ دریائے نیلم میں گرتا ہے جس کو سرگن نالہ کہتے ہیں۔ یہ نالہ شاردہ کے مقام پر نیلم دریا میں گرتا ہے چونکہ سرال جھیل میں ٹراؤٹ فش ہوتی ہے تو سرگن نالہ میں بھی آپ کو ٹراؤٹ فش مل جاتی ہے۔

لوڈشیڈنگ کیوں ہوتی ہے؟

23 ہزار میگاواٹ بجلی پیدا کرنے کی صلاحیت رکھنے والے ملک میں لوڈشیڈنگ سمجھ سے بالا تر ہے۔اس پر ہونے والا یہ ملکی تاریخ بدترین بریک ڈاؤن ہے۔پاکستان میں زیادہ ترتھرمل بجلی پیدا کی جارہی ہے اور اس کے لئے بھی مہنگا ترین ایندھن،خام تیل استعمال کیا جاتا ہے۔صورت حال کی مزید خرابی میں ناکارہ مشینیں اور بوائلرز انتظامی امور میں نااہلی خوفناک حدتک زیادہ لائن لاسز اورانتہائی خطرناک حدتک زیادہ بجلی کی چوری سرفہرست ہیں۔وسائل کے استعمال کے حوالے سے عوامی شاہ خرچیاں بھی صورت حال کو پیچیدہ تر بنا رہی ہیں۔بجلی کی تقسیم کار کمپنیاں ہر برس صارفین سے کم ازکم 120 ارب روپے کے بقایا جات کی وصولی میں ناکام رہتی ہیں۔50 فیصد بجلی چوری کو لائن لاسز کی مد میں ڈال دیا جاتا ہے۔سال 2010ء، 2011ء کے دوران بجلی کی ترسیل کے دوران ہونے والے لائن لاسنز کی شرح بجلی کی کل پیداوار کا 20.6 فیصد رہی۔گویا ایک برس کے اندر 16 ارب یونٹ بجلی ضائع ہوگی جبکہ اس سے ایک برس قبل 15.5 ارب یونٹ بجلی ضائع ہوئی تھی۔قیمت کے حساب سے دیکھا جائے تو ایک برس میں کم ازکم 160 ارب روپے مالیت کی بجلی ضائع ہوجاتی ہے۔سکھر،لاڑکانہ اور پشاور میں لائن لاسز کی شرح 38 فیصد تک ہوتی ہے اور یہ شرح دنیا بھر میں سب سے زیادہ ہے۔کراچی الیکٹرک سپلائی کمپنی میں لائن لاسز کی شرح 38 فیصد اور حیدرآباد الیکٹرک سپلائی کمپنی میں یہ شرح 22 فیصد ہے۔

جہاں تک بجلی چوری کا مسئلہ ہے تو اس حوالے سے پشاور الیکٹرک سپلائی کارپوریشن سرفہرست ہے جہاں مہیا کی جانے والی بجلی میں سے 30 فیصد چوری کر لی جاتی ہے۔حیدرآباد الیکٹرک سپلائی کارپوریشن میں بجلی چوری کی شرح 19 فیصد،سکھر میں 25 فیصد اور کوئٹہ میں 22 ہے۔سب سے کم بہتر صورتحال صوبہ پنجاب میں ہے جہاں فراہم کی جانے والی بجلی میں سے 3.2 فیصد بجلی کی چوری ریکارڈ کی جاتی ہے۔

بجلی کی پیداوار کے حوالے سے سب سے بڑا مسئلہ انرجی مکس کا ہے۔1980ء تک ملک میں پانی سے پیدا کی جانے والی بجلی کی مقدار 60 فیصد اور دیگر ذرائع سے 40 فیصد بجلی تیل سے پیدا کی جارہی ہے اور بجلی کی پیداوار میں پن بجلی کا حصہ 29 فیصد تک گر چکا ہے۔2 فیصد بجلی نیوکلیر ذرائع سے حاصل کی جارہی ہے۔

بجلی کی پیداواری کے حوالے سے سب سے بڑا مسئلہ انرجی مکس کا ہے۔1980ء تک ملک میں پانی سے پیدا کی جانے بجلی کی مقدار 60 فیصد اور دیگر ذرائع سے 40 فیصد تھی۔2010ء میں یہ شرح تناسب کم وبیش الٹ ہو چکا تھا کیونکہ اس عشرے میں 30 فیصد بجلی پانی سے اور 70 فیصد تیل سمیت دیگر ذرائع سے پیدا کی جارہی تھی۔اس میں سے عالمی بنک کی ایک رپورٹ کے مطابق اب تک 40 فیصد بجلی تیل سے پیدا کی جارہی ہے اور بجلی کی پیداوار میں پن بجلی کا حصہ 29 فیصد تک گر چکا ہے۔2 فیصد بجلی نیوکلئیر ذرائع سے حاصل کی جارہی ہے۔

بجلی کی پیداواری لاگت کم کرنے اور پیداوار میں اضافے کے لئے ''انرجی مکس'' کا توازن نیوکلئیر گیس اور کوئلہ کے حق میں کرنے کی ضرورت ہے۔کوئلے کے ذخائر کے حوالے سے پاکستان دنیا میں چوتھے نمبر پر ہے۔اس کے باوجود ہم صرف 7 فیصد بجلی کوئلے سے حاصل کررہے ہیں حالانکہ پوری دنیا میں کم ازکم 40 فیصد بجلی کوئلے کی مدد سے پیدا کی جاتی ہے۔کوئلے سے حاصل ہونے والی بجلی کے ایک یونٹ پر 4 روپے لاگت آتی ہے۔توقع کی جارہی ہے کہ 2030ء تک پاکستان میں پیدا ہونے والی بجلی میں کوئلے سے پیدا ہونے والی بجلی کا حصہ 30 فیصد تک ہوجائے گا لیکن اس وقت تک ملک اس قدر معاشی نقصان ہو چکا ہوگا کہ اس کا تصور بھی محال ہے۔

منصوبہ بندی کے حوالے سے اس وقت سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ تمام تر توجہ بجلی کی پیداواری لاگت کم کرنے کو نظرانداز کیا جارہا ہے۔سب سے سستی بجلی یقیناً پانی سے حاصل ہوتی ہے اور یہاں حال یہ ہے کہ کالاباغ ڈیم جیسے اہم ترین منصوبے کو بھی سیاست کی بھینٹ چڑھایا جا چکا ہے۔سال 2010ء میں آنے والے ملکی تاریخ کے بدترین سیلاب میں جس قدر پانی سمندر میں پھینکا گیا وہ کالا باغ ڈیم کے مجوزہ ذخیرے سے 5 گنا زیادہ تھا۔

پانی کے بعد سب سے سستی بجلی نیوکلئیر پلانٹس سے حاصل کی جاسکتی ہے۔اگر ایک ہزار میگاواٹ بجلی پیدا کرنے والے ایٹمی بجلی گھر قائم کئے جائیں تو فی یونٹ پیداواری لاگت بہت کم آتی ہے۔پاکستان کے پاس ایٹمی بجلی گھروں کو چلانے کا تجربہ اور افرادی قوت بھی موجود ہے اس لئے ضروری ہے کہ ایٹمی ذرائع سے بجلی کے حصول کو ترجیحات میں شامل کیا جائے۔

پاکستان میں ہوا سے بجلی پیدا کرنے کی صلاحیت بھی بھرپور طریقے سے موجود ہے اور ایک اندازے کے مطابق 40 سے 50 ہزار میگا واٹ بجلی پیدا کی جاسکتی ہے۔امریکہ نے حال ہی میں ہوائی بجلی پیدا کرنے کے معاہدے کئے ہیں۔سورج کی روشنی سے بجلی پیدا کرنے کے بھی وسیع مواقع موجود ہیں۔صوبہ بلوچستان کے 0.25 فیصد حصے پر اگر سولو پینلز لگا دیئے جائیں اور یہ پینلز صرف 20 فیصد کارکردگی ہی دکھائیں تو اس سے پورے ملک کے لئے بجلی پیدا کی جاسکتی ہے۔تاہم سولر اور ونڈ انرجی کے حوالے سے مشکلات بھی موجود ہیں جنہیں پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔اس صورتحال کو سامنے رکھتے ہوئے ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ پاکستان کے لئے نیوکلئیر کوئلہ اور پانی سے بجلی کی پیداوار ہی سب سے بہتر اور موثر ذریعہ ہوسکتا ہے۔

(ہفت روزہ فیملی میگزین 13۔اپریل 2013ء)

مکرم خالد اقبال صاحب

ہومیوپیتھی علاج میں احتیاط

اس میں کوئی شک نہیں کہ ہومیوپیتھی علاج میں اللہ تعالیٰ نے شفاء رکھی ہے۔ کہتے ہیں ہومیوپیتھی علاج بےضرر ہے۔ بالکل غلط ہے کہ ہومیوپیتھی دوائی صرف اورصرف مستندتربیت یافتہ ڈاکٹر سے ہی لینی چاہئے۔خاکسار نے اپنی ایک بیماری میں ایک احمدی ڈاکٹر صاحب سے دوائی تجویز کرواکراستعمال کی۔کافی لمبا کورس تھا۔تقریباً ایک سال سے زیادہ کا عرصہ لگا الحمدللہ آرام آگیا۔پھر خاکسار کو تھوڑے عرصہ کے بعد ایک اور بیماری کے لئے دوائی کی ضرورت پڑی۔خاکسار نے فون پر ڈاکٹر صاحب سے دوائی پوچھی اور استعمال کرنی شروع کردی۔ 200 کی طاقت میں تھی۔ ڈاکٹر صاحب اور میں ہم دونوں اس خیال میں تھے کہ میں اس کو صرف دو یا تین دن۔ دن میں صرف ایک بار استعمال کروں گا۔مگر نہ پوچھنے کی وجہ سے میں اس دوائی کو عرصہ دو ماہ تک روزانہ دن میں ایک مرتبہ استعمال کرتا رہا۔ چونکہ میں خود ہومیو ڈاکٹر نہیں ہوں اس لئے غلطی کرگیا کچھ عرصہ دوائی جاری رکھنے سے دائیں ٹانگ اور پیر میں Numbness یعنی سُن ہونے کی شکایت پیدا ہونی شروع ہوئی۔میں نے اس طرف غور ہی نہ کیا کہ یہ دوائی کی Over Doze کی وجہ ہے۔اور میں اس دوائی کو جاری بھی رکھے ہوئے ہوں۔اور پریشان بھی ہورہا ہوں۔حالت بھی خراب ہورہی ہے۔ ایک ایلوپیتھی ڈاکٹر جو کہ Neuro Physician ہیں ان سے وقت بھی لے لیا۔ایک دم خیال آیا کہ اپنے ہومیوپیتھی ڈاکٹر صاحب سے بھی پوچھ لوں۔فون کیا اور ان کو بتایا۔ وہ پوچھنے لگے دوائی کونسی استعمال کررہے ہو۔میں نے ان کو بتایا کہ میں آپ کے کہنے کے مطابق فلاں دوائی استعمال کررہا ہوں۔ جب سے آپ نے بتائی عرصہ تقریباً دو ماہ سے روزانہ کھا رہا ہوں۔ وہ صاحب سر پکڑ کر بیٹھ گئے فرمانے لگے پہلے اس دوائی کو بند کریں اور اگر آپ کے پاس یہ دوسری دوائی 200 کی طاقت میں ہے تو فوراً شروع کریں دن میں تین مرتبہ لیں اور تین دن تک استعمال کریں اور ساتھ یہ بھی فرمایا کہ مجھے روزانہ اطلاع کریں کہ کیا صورتحال ہے۔اس میں دودن تکلیف بھی ہوئی ٹانگ میں سخت درد بھی ہوا اور پتہ لگ رہا تھا کہ دوائی اثر کررہی ہے۔دودن کے بعد تکلیف اس طرح سے ختم ہوئی گویا کوئی تکلیف ہی نہ تھی۔ ہومیوپیتھی میں ایک سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اگر خدانخواستہ کوئی دوائی اثر نہ کرے تو اس کا اثر ختم کرنے کے لئے کوئی دوسری دوائی موجود ہوتی ہے۔الحمدللہ صرف چار خوراکوں سے ہی فرق پڑ گیا اور کانوں کو ہاتھ لگایا کہ ڈاکٹر خواہ اپنا دوست یا بھائی ہی کیوں نہ ہو دوائی ڈاکٹر کے مشورہ کے بغیر ہرگز نہیں کھانی۔

ربوہ کے مضافات میں پلاٹس کے خریداران متوجہ ہوں

ربوہ کے مضافات میں جن احباب کے پلاٹس ہیں ان سے گزارش ہے کہ اپنے پلاٹس پر قبضہ کرنے کیلئے چار دیواری اور کم ازکم ایک کمرہ تعمیر کریں۔جو احباب مضافاتی کالونیوں میں اپنے پلاٹ کی خریدوفروخت کسی پراپرٹی ڈیلر یا ایجنٹ کے ذریعہ کرنا چاہیں تو ان سے درخواست ہے کہ وہ صرف منظور شدہ پراپرٹی ڈیلر کی معرفت تحریری سودا کریں اور سودا کرنے سے قبل پراپرٹی ڈیلر کا اجازت نامہ ضرور چیک کرلیں۔

(صدر مضافاتی کمیٹی لوکل انجمن احمدیہ ربوہ)

عطیہ چشم خدمت خلق ہے

خبریں

دن کو چین نہ رات کو سکون، 20,20 گھنٹے کی لوڈشیڈنگ

ملک بھر میں شدید گرمی کی لہر برقرار ہے جبکہ اس دوران 20,20 گھنٹے کی بجلی کی لوڈشیڈنگ اور پانی کی بدترین قلت نے عوام کو عذاب میں مبتلا کر دیا ہے۔ ربوہ شہر کے لوگ گرمی کی شدت بڑھ جانے اور بجلی و پانی کی بدترین لوڈشیڈنگ کی وجہ سے شدید ذہنی اذیت کا شکار ہو رہے ہیں۔ کاروباری زندگی مفلوج ہو کر رہ گئی ہے۔ لوگ پانی کی بوند بوند کو ترس گئے اور پانی کی تلاش میں مارے مارے پھرتے نظر آتے ہیں۔ بجلی کی اس لوڈشیڈنگ کی وجہ سے طلبہ کو اپنی تعلیم کے سلسلہ میں شدید مشکلات کا سامنا ہے۔ ملک کے کئی علاقوں میں شدید گرمی کے دوران دم گھٹنے سے خواتین سمیت 23 افراد زندگی کی بازی ہار گئے جبکہ طلبہ سمیت بیسیوں بیہوش ہو گئے۔ بجلی کی پیداوار میں کمی کے باعث شارٹ فال 9 ہزار میگاواٹ سے بڑھ گیا جس سے بجلی دو سے چار گھنٹوں کی مہمان بن کر رہ گئی ہے۔ ساری ساری رات بجلی کی بندش معمول بن گیا ہے۔ ربوہ کے عوام کو دن کو چین نہ رات کو سکون ہے۔ ملک کے دیگر شہروں میں لوگ سڑکوں پر سراپا احتجاج ہیں اور بجلی کی لوڈشیڈنگ کے خلاف شدید مظاہرے کر رہے ہیں۔ اعلیٰ حکومتی اور واپڈا حکام عوام کی اس تکلیف دہ صورتحال کے مدنظر بجلی کے نظام کو فوری طور پر بہتر بنائیں اور پاکستان کے عوام کو اس بنیادی انسانی حق سے محروم نہ کریں۔

بھارت سے ایک ہزار میگاواٹ بجلی خریدنے کا فیصلہ

پاکستان نے بھارت سے ایک ہزار میگاواٹ بجلی خریدنے کا فیصلہ کیا ہے۔ بھارتی میڈیا کے مطابق پاکستانی وزارت خارجہ کے عہدیداران نے بتایا کہ ہمارے ماہرین کی ٹیم بھارت کا جلد دورہ کرے گی جو ترسیلی لائنوں سمیت دیگر امور پر گفتگو کرے گی۔ بھارت نے ایک ہزار میگاواٹ بجلی فراہم کرنے پر رضامندی ظاہر کر دی ہے۔

سکول وین میں گیس سلنڈر پھٹنے سے 20 بچے جاں بحق، 6 زخمی

گجرات میں گاؤ راہے میں سکول وین میں گیس سلنڈر پھٹنے سے 20 بچے جاں بحق اور 6 شدید زخمی ہو گئے۔ زخمیوں میں سے دو بچوں کی حالت تشویشناک بتائی جاتی ہے۔ زخمیوں کو ہسپتال منتقل کر دیا گیا ہے۔ بچوں کی عمریں 8 سے 12 سال کے درمیان بتائی جاتی ہیں۔ سکول وین میں کل 26 بچے سوار تھے۔ جبکہ ڈرائیور فرار ہو گیا ہے۔

قومی اسمبلی کے متوقع اجلاس کی تیاریاں مکمل

قومی اسمبلی سیکرٹریٹ نے متوقع طور پر 28 مئی کو نئی اسمبلی کے منتخب ارکان سے حلف لینے کی تیاریوں کو حتمی شکل دے دی ہے۔ قومی اسمبلی سیکرٹریٹ ذرائع کا کہنا ہے کہ 28 مئی کو ملک کی 14 ویں قومی اسمبلی سے حلف لینے کے حوالہ سے سمری کی منظوری کی صورت میں قومی اسمبلی کا اجلاس منگل 28 مئی کو شام 4 بجے بلایا جا سکتا ہے۔ سپیکر قومی اسمبلی ڈاکٹر فہمیدہ مرزا نومنتخب ارکان قومی اسمبلی سے حلف لیں گی۔

☆......☆......☆

اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ

SAHARA FOR LIFE TRUST UNO CERTIFIED NGO

ربوہ میں پہلا مکمل کولیکشن سینٹر

سہارا ڈائیگناسٹک لیبارٹری کولیکشن سنٹر

کولیکشن سنٹر کا سٹاف آپ کی خدمت کے لئے ہمہ وقت مصروفِ عمل

100% معیاری رزلٹ

☆ اب اہلیان ربوہ کو خون پیشاب اور پیچیدہ بیماریوں، ہیپاٹائٹس، PCR آپریشن سے نکلنے والی BIOPSY کے ٹیسٹ کروانے لاہور یا بیرون شہر جانیکی ضرورت نہیں۔ یہاں ٹیسٹ جمع کروائیں اور کمپیوٹرائزڈ بل حاصل کریں اور یہاں سے ہی آن لائن کمپیوٹرائزڈ رپورٹس حاصل کریں۔ ☆ روٹین ٹیسٹ روزانہ کی بنیاد پر کروا کے دیئے جاتے ہیں۔ آج جمع کروائیں اگلے دن رپورٹ حاصل کریں۔

☆ تمام وزٹنگ کنسلٹینٹ کے تجویز کردہ ٹیسٹ کیے جاتے ہیں۔

☆ انٹرنیشنل سٹینڈرڈ لیبارٹریز کے مقابلے میں ریٹ 40% تک کم۔ ☆ جماعتی کارکنان کیلئے 10% تک خصوصی رعایت۔

☆ EFU- آدم جی، اسٹیٹ لائف انشورنس رکھنے والے احباب کیلئے مزید خصوصی رعایت

☆ جو مریض لیبارٹری میں نہ آسکتے ہوں اُن کیلئے ایک فون کال پر گھر سے سیمپل لینے کی سہولت

اوقات کار صبح 8:00 بجے تا رات 10:00 بجے تک۔ بروز جمعہ وقفہ 12:30 تا 1:30 بجے دوپہر۔

Ph: 0476212999
Mob: 03336700829
03337700829

پتہ: نظام مارکیٹ نزد فیصل بنک گولبازار ربوہ

For Genuine TOYOTA Parts

AL-FURQAN

MOTORS PVT LIMITED

Ph:
021-27724606
27724609

47- Tibet Centre
M.A. Jinnah Road,
KARACHI

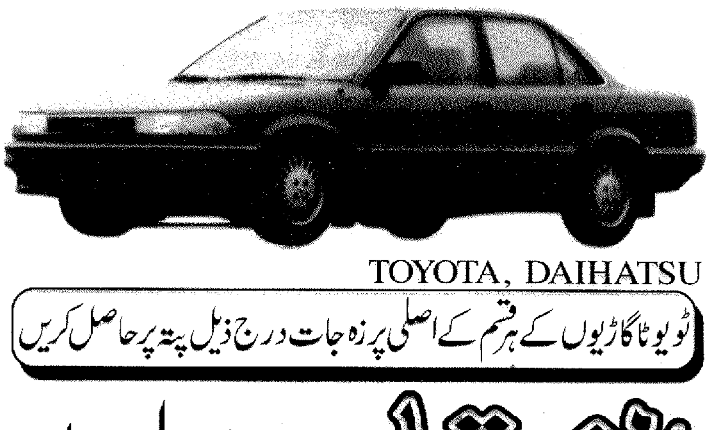

TOYOTA, DAIHATSU

ٹویوٹا گاڑیوں کے ہر قسم کے اصلی پرزہ جات درج ذیل پتہ پر حاصل کریں

الفرقان موٹرز لمیٹڈ

فون نمبر 021-27724606
27724609

47- تبت سنٹر ایم اے جناح روڈ کراچی نمبر 3

ربوہ میں طلوع وغروب 28 مئی

طلوع فجر	3:35
طلوع آفتاب	5:03
زوال آفتاب	12:06
غروب آفتاب	7:08

ایم ٹی اے کے اہم پروگرام

28 مئی 2013ء

3:05 am	یوم خلافت
5:45 am	خلافت
6:20 am	خلافت جوبلی 2008ء۔ خطاب
9:25 am	خلافت۔ ایک عظیم قیادت
10:00 am	لقاء مع العرب
11:45 am	حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کی حیات
1:45 pm	سوال وجواب
10:00 pm	خلافت۔ قدرت ثانیہ
11:20 pm	حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کی حیات

حبوب مفید اٹھرا

چھوٹی ڈبی -/140 روپے بڑی -/550 روپے

NASIR ناصر

ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ

Ph:047-6212434 -6211434

اوڑھ لو ہر لمحہ | اوڑھ لو ہر خوشی

لبرٹی فیبرکس

اقصیٰ روڈ نزد اقصیٰ چوک ربوہ

+92-47-6213312

مکان برائے فروخت

دارالنصرت نزد فیکٹری ایریا اسلام ربوہ مکان رقبہ سوا نو مرلے برائے فروخت تین بیڈ رومز، ڈرائینگ، ٹی وی لاؤنج، کچن اور دو عدد باتھ (جس میں تعمیر کا کچھ کام باقی ہے)

رابطہ کیلئے: 0344-7803391

FR-10